AUSTRALIAN JOURNAL OF HUMANITIES AND ISLAMIC STUDIES RESEARCH (AJHISR)
Vol.2, Issue 1, Jan-16 to Jul-16

URDU – IMPORTANCE OF MUTUAL SUPPORT IN ISLAM

URDU – اسلام میں کفالت باہمی کی اہمیت

Sanaullah Bhutto
University of Sindh,Jamshoro, Pakistan

Naheed Arain
University of Sindh,Jamshoro, Pakistan

Abdul Hameed Arain
University of Sindh,Jamshoro, Pakistan

ABSTRACT:

Human beings are the creatures which live a social life. In the society, every human being is engaged in working with other fellow human beings in some capacity. If we are isolated from others, it becomes a source of pain and grief. These mutual relationships among the human beings are not only required for effective functioning of the society but also become a source for our joy and happiness. In the Muslim societies, it is absolutely essential to feel for, take care and compassionately deal with the fellow human beings. Several Quranic verses and Ahadith (sayings of the Prophet Muhammad, peace be upon him ﷺ) highlight the importance of this deep affection and brotherhood. Even it is said that one is not a true believer until he likes for his brother what he likes for himself. Islam emphasises helping others in a selfless manner. Islam also highlights the spiritual need of those with wealth to give some of it to the needy people of society as it would help them to remember that they are humble before Allah, and that every blessing they have in this life comes from almighty Allah – therefore they must not hoard it, but recognize that He wishes for us to be compassionate and share our provisions with our brothers and sisters in humanity. Indeed, the Quran warns us against the feeling of being proud, or reminding others of the charity and favours we have provided. Welfare and looking after the others and providing for the needs of other human beings are undeniable cornerstones of the Islamic faith and its social system. It is necessary for all Muslims to remember others during their thich and thin.

Key words: charity, zakat, mutual support, poor people.

تعارف:

خالقِ کائنات نے انسان کو ایک دوسرے کے لیے پیدا کیا۔ تمام انسان مل جل کر رہتے ہیں اور ایک دوسرے کے کام آتے ہیں۔ جبکہ دوسری مخلوقات صرف اپنے لیے جیتی ہیں۔ حضرت انسان خوشی غمی، دکھ تکلیف میں ایک دوسرے کا ساتھ نبھاتا ہے۔ انسانی معاشرے میں کچھ لوگوں کو دوسروں

سے صحت، مال واسباب، عقل ودانش میں برتری حاصل ہوتی ہے۔ مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ دوسروں کو ہی بھول جائے بلکہ اسلام آپس میں باہمی تعاون وہمدردی کا درس دیتا ہے، بھائی چارہ قائم رکھنے کی تعلیم کا پرچار کیا گیا ہے۔

ہمارے معاشرے میں امداد باہمی کو وہ اہمیت حاصل نہ ہو سکی جو ایک اسلامی ملک ہونے کی حیثیت سے ہونی چاہیے تھی حالانکہ امداد باہمی کا درس ہمیں چودہ سو برس قبل اسلام نے پہنچادیا تھا۔ قرآنِ کریم اور احادیث مبارکہ میں باہمی امداد اور تعاون کی بڑی ترغیب دی گئی ہے۔ مسلمانوں کو ایک دوسرے کا بھائی کہا گیا ہے [1]۔

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو نا صرف ایک دوسرے کا بھائی کہا بلکہ باہمی مدد اور تعاون کا بھی حکم دیا۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے:

وَتَعَاوَنُوْا عَلَي الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى [2]

"نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرو"۔

اس تعاون اور باہمی بھائی چارے کا تقاضا یہی ہے کہ مسلمان ایک دوسرے کے لیے سہارا بن جائیں۔ یعنی امداد باہمی کے اصولوں کے مطابق زندگی گزاریں۔ ساتھ یہ بھی فرمادیا کہ اللہ ایسے لوگوں کو پسند بھی فرماتا ہے:

وَاَنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ ۛ وَاَحْسِنُوْا ۛ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ [3]

"اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے ہاتھوں اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو اور احسان کا طریقہ اختیار کرو کہ اللہ احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے"

یعنی اگر اللہ کی پسندیدگی حاصل کرنا چاہتے ہیں تو اللہ کی مخلوق کا خیال رکھیں، کفالت باہمی اور امداد باہمی کے ذریعے ایک دوسرے کی ضروریاتِ زندگی کا خیال رکھیں۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ نیکی یہ ہے کہ ہماری وجہ سے کسی کی زندگی میں خوشی آجائے، کسی کی تکلیف دور ہو جائے، قرض کی ادائیگی کا انتظام ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ وہی متقی لوگ بہشت کے باغوں میں اور چشموں کے کناروں پر عیش سے رہیں گے جن کے مال کا ایک حصہ دنیا میں غریبوں اور ضرورت مندوں پر خرچ ہوتا تھا [4]۔ جو دولت مند اپنی دولت کا ایک حصہ حاجت مندوں کی کفالت پر خرچ کرتے ہیں، وہ اعزاز واکرام کے ساتھ جنت میں داخل ہوں گے [5]۔

قرآن مجید میں مسکین (سفید پوش) کی ضروریات پر توجہ دلائی گئی ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:

لِلْفُقَرَاءِ الَّذِينَ أُحْصِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا يَسْتَطِيعُونَ ضَرْبًا فِي الْأَرْضِ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ أَغْنِيَاءَ مِنَ التَّعَفُّفِ تَعْرِفُهُمْ بِسِيمَاهُمْ لَا يَسْأَلُونَ النَّاسَ إِلْحَافًا وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ

> "(اور ہاں تم جو خرچ کرو گے تو) ان حاجتمندوں کے لئے جو خدا کی راہ میں رکے بیٹھے ہیں اور ملک میں کسی طرف جانے کی طاقت نہیں رکھتے (اور مانگنے سے عار رکھتے ہیں) یہاں تک کہ نہ مانگنے کی وجہ سے ناواقف شخص ان کو غنی خیال کرتا ہے اور تم قیافے سے ان کو صاف پہچان لو (کہ حاجتمند ہیں اور شرم کے سبب (لوگوں سے (منہ پھوڑ کر اور) لپٹ کر نہیں مانگ سکتے اور تم جو مال خرچ کرو گے کچھ شک نہیں کہ خدا اس کو جانتا ہے"[6]۔

اس آیت مبارکہ میں ایسے ہی لوگوں پر صدقہ وخیرات کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔اور حدیث میں بھی ان لوگوں کا خاص خیال رکھنے کا کہا گیا ہے، کیونکہ عام مانگنے والے تو دوسروں سے مانگ کر اپنی ضروریات پوری کر لیتے ہیں، لیکن نہ مانگنے والے محروم لوگ زیادہ حاجت مند ہوتے ہیں، اس لئے قرآن وحدیث میں ان کے بارے میں خصوصی حکم دیا گیا ہے۔

ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا!

"مسکین وہ شخص نہیں ہے جو کہ ایک لقمہ دو لقمہ ایک کھجور دو کھجور کے واسطے لوگوں سے سوال کرتا پھرتا ہو۔لوگوں نے دریافت کیا کہ مسکین کون ہے؟آپ ﷺ نے فرمایا جس شخص کے پاس نہ تو مال ہو اور نہ ہی اس کی (مالی) حالت سے لوگ واقف ہوں کہ اس کو صدقہ خیرات دیں"[7]۔

اور جو لوگ یتیموں ومساکین کو کفالت وامداد نہیں کرتے ان کے بارے ارشادِ ربانی ہے کہ:

"جو مالدار لوگ یتیموں مسکینوں (سفید پوش ضرورت مند) کا خیال نہیں رکھتے، وہ دولت کے حریص اور پجاری ہیں"[8]۔

رسول اللہ ﷺ پر جب پہلی وحی نازل ہوئی اور آپ ﷺ نے اپنی کیفیت کو اپنی زوجہ محترمہ ام المومنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے بیان فرمایا تو انہوں نے اپنے شوہر کی پوری زندگی چھ جملوں میں بیان کر دی۔یہ چھ جملے تمام حقوق العباد سے متعلق تھے اور دوسرے کے کام آنے خدمت کرنے کے ہیں:

(1)آپ صلہ رحمی کرتے ہیں۔
(2)ہر سچی بات کی تصدیق کرتے ہیں۔
(3)دوسروں کا بوجھ اٹھاتے ہیں۔
(4)دوسروں کو کما کر دیتے ہیں (بے سہارا کا سہارا بنتے ہیں)۔
(5)مہمان نوازی کرتے ہیں۔
(6)ہر حق والے کا ساتھ دیتے ہیں۔[9]

ان چھ نکات کے ایک ایک حصہ پر کتاب لکھی جاسکتی ہے، یہ کہا جاسکتا ہے کہ دین اسلام کی اساس ہی امداد باہمی کے اصولوں پر رکھی گئی ہے۔ ایک دوسرے کی کفالت کرنا، مل جل کر دکھ درد بانٹنا، ایک دوسرے کی دیکھ بھال کرنا ہی کفالت باہمی یا امداد باہمی کہلاتی ہے۔

امداد باہمی کا مطلب کسی کو قرض دینا نہیں بلکہ اس کی اس طرح مدد کرنا کہ دوسرا اپنے پاؤں پر کھڑا ہو سکے اس کے علاوہ چند افراد مل کر اگر ایک دوسرے کی مدد سے، مل جل کر، ایک دوسرے کا سہارا بنیں تو اسے بھی کفالت باہمی ہی کہیں گے۔ایک دوسرے کی مدد کرنے کے لیے دینِ اسلام نہ صرف تعلیم دیتا ہے بلکہ اس کے لیے مختلف حل بھی بتاتا ہے۔جیسا کہ زکواۃ کا نظام دیا گیا کہ صاحب حیثیت لوگ اپنے مال میں سے صدقہ نکالیں اور اپنے ہی غرباء فقراء مساکین، قرضداروں، مسافروں یعنی ان لوگوں میں تقسیم کر دیں جو کہ معاشرے میں نچلے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔اور یہ حکم قرآن میں متعدد بار دہرایا گیا۔

ارشاد ربانی ہے:

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۘ يَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۭ اُولٰۗىِٕكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۔ [10]

"مومن مرد و عورت آپس میں ایک دوسرے کے مددگار و معاون اور دوست ہیں۔ وہ بھلائی کا حکم دیتے ہیں اور برائیوں سے روکتے ہیں۔ نمازوں کی پابندی بجالاتے ہیں زکوۃ ادا کرتے ہیں اللہ کی اور اس کے رسول کی بات مانتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جن پر اللہ تعالی بہت جلد رحم فرمائے گا بیشک اللہ غلبے والا حکمت والا ہے"۔

اس کے علاوہ بھی کئی مقامات پر زکواۃ دینے کا حکم دیا گیا ہے اور اس کے بدلے میں آخرت میں بہت بڑے انعامات کی خوشخبری سنائی گئی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی فرمادیا گیا کہ دوسروں کی مدد خفیہ اور اعلانیہ بھی کی جاسکتی ہے:

اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِىَ ۚ وَاِنْ تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَاۗءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۭ وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِّنْ سَيِّاٰتِكُمْ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ۔ [11]

"اگر تم اپنے صدقات کو ظاہر کرو تو بھی اچھا ہے لیکن اگر خفیہ طور پر فقرا کو دو تو یہ تمہارے لیے زیادہ بہتر ہے (ایسے صدقات تم سے) تمہاری بہت سی برائیوں کو دور کردیں گے اور جو عمل تم کرتے ہو اللہ ان سے پوری طرح باخبر ہے"۔

فقراء غرباء کی مدد کے لیے یہ بھی واضح کردیا کہ کہیں تم بیکار اور ناپسند چیزیں ہی دوسروں کو نہ دیتے رہو بلکہ صاف طور پر بیان کردیا گیا کہ اصل نیکی تو یہ ہے کہ تم اپنی پسندیدہ چیزیں اللہ کی راہ میں خرچ کرو:

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ۭ۬ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ۔ [12]

"تم اس وقت تک اصل نیکی حاصل نہ کرسکو گے جب تک وہ کچھ اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرو جو تمہیں محبوب ہو۔ اور جو کچھ بھی تم خرچ کروگے اللہ اسے خوب جانتا ہے"۔

نبی اکرم محمد ﷺ نے فقراء غرباء کے حوالے سے فرمایا کہ:

عن مصعب بن سعد قال رأى سعد ﷺ أن له فضلا على من دونه فقال النبي ﷺ هل تنصرون وترزقون إلا بضعفائكم۔ [13]

"کہ ایک مرتبہ سعد بن ابی وقاص کے دل میں خیال آیا کہ ان کو ان کے ماتحت لوگوں پر (کسب معاش میں ان سے زیادہ کوشش کرنے کی وجہ سے) فضیلت حاصل ہے، تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ کمزور لوگوں کی وجہ سے مدد دی جاتی ہے، اور رزق دیا جاتا ہے"۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

الساعي على الأرملة والمسكين كالمجاهد في سبيل الله أو القائم الليل الصائم النهار۔ [14]

"بیواؤں اور مسکین کے لئے محنت اور مزدوری کرنے والا اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا، یا رات بھر عبادت کرنے والے اور دن کو روزہ رکھنے والے کی طرح ہے"۔

کفالت باہمی کا مطلب صرف یہ نہیں کہ صرف مالی امداد ہی کی جائے بلکہ دینِ اسلام کی تعلیمات کے مطابق اچھا انسان نہ صرف مال سے مدد کرتا ہے بلکہ بوقتِ ضرورت استعمال کی اشیاء کے ساتھ بھی مدد کی جاسکتی ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے کہ :

اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ ۝ فَذٰلِكَ الَّذِيْ يَدُعُّ الْيَتِيْمَ ۝ وَلَا يَحُضُّ عَلٰي طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ۝ فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ يُرَاۗءُوْنَ ۝ وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ۔[15]

"کیا تو نے دیکھا جو (روز) جزا کو جھٹلاتا ہے۔ یہی وہ ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے۔ اور مسکین کو کھلانے کے لئے ترغیب نہیں دیتا۔ ان نمازیوں کے لئے افسوس (اور ویل نامی جہنم کی جگہ) ہے۔ جو اپنی نماز سے غافل ہیں۔ جو ریاکاری کرتے ہیں۔ اور برتنے کی چیز روکتے ہیں"۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

شر الطعام طعام الوليمة يدعى لها الأغنياء ويترك الفقراء ومن ترك الدعوة فقد عصى الله ورسوله ﷺ۔[16]

"بدترین کھانا وہ ولیمہ ہے جس میں دولت مند بلائے جائیں اور فقراء کو نہ بلایا جائے۔ اور جو شخص دعوت کو چھوڑ دے تو گویا اس نے اللہ اور رسول ﷺ کی نافرمانی کی"۔

یعنی دعوت میں امراء کو تو بلایا جائے مگر غرباء کو چھوڑ دیا جائے۔ یہ بدترین دعوت کی مثال ہے۔ لہذا ایسی دعوت سے اور ایسے انداز سے بھی گریز کرنا چاہیے۔ اور دعوت کے آداب میں سے یہ بھی ہے کہ دعوت زیادہ پر تکلف نہ ہو یہ میزبان کے لیے بھی مشکل کا سبب بنتی ہے اور ایسی دعوتوں میں کھانا ضائع ہونے کا اندیشہ بھی ہوتا ہے۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

دينار أنفقته في سبيل الله ودينار أنفقته في رقبة ودينار تصدقت به على مسكين ودينار أنفقته على أهلك أعظمها أجرا الذي أنفقته على أهلك۔[17]

"ایک دینار جہاد فی سبیل اللہ میں خرچ کیا۔ ایک دینار غلام کو آزاد کرنے میں خرچ کیا۔ ایک دینار مسکین پر صدقہ کیا، اور ایک دینار بال بچوں پر خرچ کیا۔ ان میں سب سے زیادہ اجر اُس دینار میں ہے جو تو نے اپنے بیوی بچوں پر خرچ کیا"۔

نتیجہ:

مقصودِ اسلام و منشاء یہی ہے کہ تمام انسان بلخصوص مسلمان آپس میں مل جل کر رہیں، ایک دوسرے کی کفالت و امداد کریں۔ ضرورت کے وقت کام آئیں۔ ایک جسم کی مانند ہوں۔ امیروں کے ساتھ ساتھ غریبوں کو بھی اپنی دعوت میں شریک کریں۔ ہمارے معاشرے میں ایک عام روش یہ بھی دیکھنے میں آئی ہے کہ امراء کی دعوت پر انتہائی اہتمام کے ساتھ جایا جاتا ہے بلکہ انتظار کیا جاتا ہے اور غریب کی دعوت رد کر دی جاتی ہے۔ ایسی عادات سے بچنا چاہیے کیونکہ اس سے غریبوں کی دل ازاری ہوتی ہے جو کہ اسلامی تعلیمات کے منافی عمل ہے۔

صاحب حیثیت لوگوں کو تاکید فرمائی گئی کہ اپنے ارد گرد سفید پوش (درمیانہ طبقہ) لوگوں کے حالات سے بھی آگاہی رکھیں اور اگر ان میں سے کوئی قرض یا کسی پریشانی میں مبتلا ہے تو اس کی بھی مدد کریں۔ مگر ساتھ یہ بھی خیال رکھا جائے کہ ان کی سفید پوشی کا بھرم نہ ٹوٹنے پائے۔

مراجع واحواشي

[1] البیہقی احمد بن حسین؛ سنن الکبریٰ البیہقی، مکتبۃ دار الباز، مکۃ المکرمہ، 1994، کتاب البیوع، باب ماجاء فی التدلیس وکتمان العیب بالمبیع، ح۔10515

[2] المائدہ/2

[3] البقرہ/195

[4] الذاریات/19

[5] المعارج/24-26

[6] البقرۃ/ 273

[7] نسائی ابو عبدالرحمٰن: سنن نسائی، ناشر اسلامی اکادمی، لاہور، دسمبر 1985، كِتَاب الزَّكَاةِ، تَفْسِيرُ الْمِسْكِينِ، ج۔4، ح۔484

[8] الفجر/17-20

[9] بخاری ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل: الجامع الصحیح بخاری، مکتبہ قدوسیہ، لاہور، 2004ء ، باب بداء الوحی، ص154

[10] التوبہ/71

[11] البقرہ /271

[12] آلِ عمران/92

[13] بخاری محمد بن اسماعیل ابو عبداللہ: صحیح بخاری، مکتبہ قدوسیہ، لاہور 2004، كِتَاب الْجِهَادِ وَالسِّيَرِ، بَاب مَنْ اسْتَعَانَ بِالضُّعَفَاءِ وَالصَّالِحِينَ فِي الْحَرْبِ ، ج۔4، ح۔2896

[14] بخاری محمد بن اسماعیل ابو عبداللہ: صحیح بخاری، مکتبہ قدوسیہ، لاہور 2004، كِتَاب النَّفَقَاتِ، بَاب فَضْلِ النَّفَقَةِ عَلَى الْأَهْلِ ، ج۔7، ح۔5353

[15] الماعون: 1-7

[16] بخاری محمد بن اسماعیل ابو عبداللہ، الجامع الصحیح بخاری، مکتبہ قدوسیہ، لاہور، 2004، كِتَاب النِّكَاحِ، بَاب مَنْ تَرَكَ الدَّعْوَةَ فَقَدْ عَصَى اللَّهَ وَرَسُولَهُ، ج۔6، ح۔5177

[17] مسلم بن الحجاج بن مسلم القشیری النیسابوری: الجامع الصحیح مسلم، اسلامی کتب خانہ، لاہور، كِتَاب الزَّكَاةِ، بَاب فَضْلِ النَّفَقَةِ عَلَى الْعِيَالِ وَالْمَمْلُوكِ وَإِثْمِ مَنْ ضَيَّعَهُمْ أَوْ حَبَسَ نَفَقَتَهُمْ عَنْهُمْ، ج۔3، ح۔2311